دل کی بات

پرویز بادشاہ کی انتہا پسندی
دینی قوتوں کے لیے لمحۂ فکریہ

یوں تو پرویز بادشاہ روزِ اوّل سے اپنے مزاج، گفتگو، ایجنڈے اور اقدامات کے حوالے سے انتہائی شدت پسندی کا مظاہرہ کررہے ہیں لیکن گزشتہ تین ماہ سے ان کے لب ولہجہ میں خاصی شدت، انتہا پسندی، ابتذال، تسفل اور بازاری انداز کی گونج پیدا ہوگئی ہے۔ دینی مدارس، مساجد، مولوی، امام، خطیب، حافظ، قاری، ڈاڑھی، ٹوپی، پگڑی، مصلّٰی نماز، روزہ، پردہ، لباس، تہذیب وثقافت، خاندانی نظام، دینی اقدار، دینی نصابِ تعلیم، دینی جماعتیں اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے سرگرمِ عمل ہر ادارہ، تحریک یا افراد اُن کی جارحانہ، غیر شریفانہ اور غیر مہذب شدید تنقید کی زد میں ہیں۔ ان تین مہینوں میں انہوں نے اوکاڑہ اور ملتان کے جلسوں، ملکی وغیر ملکی میڈیا کو دیئے گئے اپنے انٹرویوز، پریس کانفرنسوں، ویب سائٹ، سیمینارز اور نجی محفلوں میں جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اس میں کسی مہذب ملک کے مہذب سربراہِ مملکت کی گفتگو کی ادنیٰ سی جھلک بھی نہیں پائی جاتی۔ اُن کے ارشادات وبیانات کا خلاصہ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

> ’’عوام مسجدوں اور مدرسوں سے نفرت پھیلانے والوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ مولوی مساجد میں گالیاں دیتے ہیں، منبر پر بیٹھے مولویوں کو سرعام ٹوک دیں، دینی مدارس ڈالر لے کر دہشت گردوں کی مدد کرتے ہیں، عوام آئندہ انتخابات میں انتہا پسندوں کو مسترد کردیں۔ ۲۰۰۷ء کے بعد روشن خیال لوگوں کو اقتدار میں لانے کی بات ہورہی ہے۔ انتہا پسندوں کو آگے نہیں آنے دیں گے۔ کچھ عناصر کو دنیا میں پنگے لینے کا بہت شوق ہے، دوسروں سے پنگا لینے سے پہلے ہمیں پنگا لینے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے، ہم کسی سے نہیں ڈرتے، ہم کمزور نہیں نہ ہی کسی سے پنگا لے رہے ہیں، گھروں کے اندر اور باہر نقاب میں چھپی خواتین اسلام کی پسماندہ تصویر کشی کرتی ہیں، فرسودہ لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے، پاکستان اسلامی نظریاتی ملک ہے، یہ روشن خیال اور اعتدال پسند مسلمانوں کا ملک ہے، ہمیں انتہا پسند مولویوں کی ضرورت نہیں، ہمیں ترقی پسند، روشن خیال اور آگے جانے والے اسلامی نظریے کی ضرورت ہے، ہمیں دنیا سے کٹنے کی بجائے اس کا حصہ بن کر رہنا ہے، ہمیں اعتدال پسندی کا عملی مظاہرہ دنیا کو دکھانا ہے، اگر کسی کو برقع، داڑھی پسند ہے تو وہ اسے اپنے اور اپنے گھر والوں تک محدود رکھے، اسے پورے معاشرے پر زبردستی مسلط کرنے کی

کوشش نہ کی جائے، کسی نے نماز پڑھنی ہے تو پڑھ لے، زبردستی نمازیں مت پڑھوائیں، میراتھن ریس میں حصہ لے کر قوم عالمی برادری میں شامل ہوگئی ہے، میں بھی حصہ لیتا رہا اور چھٹے نمبر پر آتا رہا، ویسے بھی کنیئرڈ کالج اور رہوم اکنامکس کالج کے سامنے ریس تیز ہوجاتی ہے، بسنت اور میراتھن جیسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے، بسنت ایک دلکش اور خوبصورت تہوار ہے، اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، بعض لوگ بسنت اور میراتھن میں نیکر پہنی لڑکیوں پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اُن کی اپنی بیٹیاں امریکہ میں پڑھتی ہیں' انہیں وہاں کوئی اعتراض نہیں، جس کو نیکر پر اعتراض ہو وہ اپنی آنکھیں بند کرلے یا اپنا ٹی وی بند کر دے۔''

قارئین! آپ نے پرویز بادشاہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائے۔ ہم نے اُن کے بے شمار بیانات کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ انہوں نے جس بے باکی سے اپنا نصب العین اور مقاصد واضح کئے ہیں' اس کے بعد اُن کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے میں کسی قسم کا ابہام نہیں رہتا۔ وہ نشۂ اقتدار میں بدمست ہو کر قہرِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

پرویز' امریکہ و برطانیہ کی تصدیق شدہ اور منتخب شخصیت ہیں۔ وہ بش اور بلیئر سے بے پناہ محبت کرتے ہیں لیکن دوسری طرف معاملہ برعکس ہے۔ وہ انہیں صرف اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ پرویز' جس پروگرام کی تکمیل کے لیے چنے گئے ہیں' وہ یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام اور اس پر عمل کرنے والوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے، مدارس و مساجد حکومت کی تحویل میں ہوں، حکمران امریکہ کے غلام و فرماں بردار ہوں۔ جس پارلیمانی نظام کو بچانے اور جمہوریت کے فروغ کے لیے علماء و دینی قوتیں سرگرم عمل ہیں' آئندہ اسمبلی میں وہ نہیں ہوں گے۔ ہر آدمی دین پر رائے زنی کرے اور اپنی پسند و خواہش کے مطابق ترمیم و تنسیخ کرلے۔ پوری دجالی قوت اس پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہے۔ قادیانیوں، آغاخانیوں اور دہریوں کو روشن خیالی کے نام سے مسلم اکثریت پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ مذہبی حوالہ قوم کے لیے شرمساری اور بے عزتی کا باعث قرار دے دیا گیا ہے۔ مسٹر جناح کا پاکستان ٹوٹ چکا ہے۔ نیا اور روشن خیال پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر رہا ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا' دینی قوتوں کے لیے خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ اسے من وعن قبول کر کے مفاہمت کا راستہ اختیار کرنا تو اجتماعی موت کے مترادف ہے اور حوصلہ و تدبیر، غور و فکر کے ساتھ استقامت اور مزاحمت کا راستہ اختیار کرنا حیاتِ ابدی کی ضمانت ہے۔ دشمن اپنے عزائم میں واضح اور کھلا ہے۔ اس سے لڑنا آسان تھا۔ یقیناً ہم سے کوتاہی اور نافرمانی ہوئی ہے جس کی سزا کے طور پر ایسا جری دشمن ہم پر مسلط ہے۔ وقت کم اور مقابلہ سخت ہے۔ ہم اس آزمائش و امتحان کے قابل تو نہیں لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے بہرحال ہمیں کوئی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ وہی راستہ جو نبی آخر ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ دین و ملت اور وطن دشمن سے قوم کو نجات دے۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے اور دین کا محافظ حاکم عطاء فرمائے۔ (آمین)